اکھنڈ بھارت۔ مرزائیوں کا عقیدہ

پروفیسر محمود الحسن قریشی مرحوم

مرزا بشیر الدین کا الہام سر ظفر اللہ کا باؤنڈری کمیشن میں سازشی کردار:

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت کے اکابر شروع دن سے قوم اور حکمرانوں کو خبردار کرتے چلے آ رہے ہیں کہ مرزائی اکھنڈ بھارت کے حامی ہیں اور اسکا قیام موسیو بشیر الدین کے جھوٹے الہام کی بنیاد پر ان کے عقیدہ میں شامل ہے۔ اگر مرزائی اس مقصد میں کامیاب نہ ہوئے تو ان کی بھرپور کوشش ہوگی کہ پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنا دیا جائے کیونکہ قادیانی مذہب کی نشرواشاعت اور تبلیغ کیلیے ایک لادین ریاست کا ہونا ضروری ہے۔ اس لیے جہاں مرزائی اپنی بھرپور توانائیاں پاکستان توڑنے میں صرف کر رہے ہیں وہاں ان کی کوشش یہ بھی ہے کہ بعض لادین سیاسی لیڈروں سے گہرے روابط قائم کر کے پاکستان کی اسلامی حیثیت کو ختم کیا جائے اور اسے سیکولر سٹیٹ قرار دلوایا جائے۔ یہ ایک گھناؤنی سازش ہے جس کو پروان چڑھانے کے لیے نہ صرف لادین اور ملک دشمن سیاستدانوں کو خریدا گیا بلکہ بے ضمیر قلم فروشوں کے ایک طائفۂ خبیثہ سے بھی سودے بازی کی گئی جس کے تحت نام نہاد دانشوروں نے اخباری کالموں، فضول قسم کے مقالات اور کرائے پر لکھے جانے والے مضامین میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ قائدِ اعظم پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانا چاہتے تھے۔ حالانکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا۔ دوسری طرف اسرائیل وہ واحد ملک ہے جو یہودیت کے نام پر وجود میں آیا۔ لیکن مرزائیوں نے پاکستان کے استحکام و بقاء کی بجائے اسرائیلی مفادات کے تحفظ کے لیے کام کیا جس کا ثبوت اسرائیل میں قادیانی مشن کا قیام ہے۔ یہ قادیانیوں کی منافقانہ اور مسلم کش پالیسیاں ہی تھیں جن کی وجہ سے ہمیشہ پاکستان کو نقصان پہنچا۔ ایم ایم احمد قادیانی نے یحییٰ خان حکومت کے اقتصادی مشیر کی حیثیت سے ملک کی اقتصادی پالیسیوں کو برباد اور کھوکھلا کر کے رکھ دیا اور آنجہانی سر ظفر اللہ نے وزارتِ خارجہ میں رہ کر ملک دشمن خارجہ پالیسیاں بنائیں اور وزارتِ خارجہ کو مرزائیت کی تبلیغ کیلیے وقف کر دیا۔ اس نے قائدِ اعظم کی وفات پر اس لیے ان کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا کہ وہ قادیانی عقیدہ کے مطابق مسلمانوں اور قائدِ اعظم کو کافر سمجھتا تھا۔ سر ظفر اللہ نے قائدِ اعظم کا ساتھ کیوں دیا؟ اور وہ مسلم لیگ میں کیوں شامل ہوا؟ ممتاز بھارتی صحافی جمنا داس اختر نے اپنے ایک کالم میں اس راز سے پردہ

اٹھایا ہے سے روزنامہ جنگ لاہور نے ۲۴ رمئی ۱۹۸۸ء کی اشاعت میں صفحہ اول پر کچھ اس طرح شائع کیا ہے:

☆......'' سر ظفر اللہ بھارت میں ہی رہنا چاہتے تھے۔''

☆......'' سردار پٹیل کی مخالفت کی باعث انھوں نے قائدِ اعظم سے سمجھوتہ کرلیا۔''

☆......'' انھوں نے بتایا دیا تھا کہ پاکستان میں قادیانیوں کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔'' (جمنا داس اختر)

نئی دہلی (رپورٹ: مقبول دہلوی) بھارتی صحافی جمنا داس اختر نے اپنے ایک کالم میں لکھا ہے کہ پاکستان کے سابق قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان تقسیمِ ہند کے خلاف تھے۔ خلیفہ قادیان مرزا بشیر الدین محمود تقسیمِ ہند سے بہت پہلے کانگرس کے بہت نزدیک آ گئے تھے۔ تقسیم ہند سے دو سال پہلے انجمنِ احمدیہ قادیان کے سالانہ جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے خلیفۂ قادیان نے کانگرس کی تعریف کی تھی۔ وہ احمدیوں کو انڈین کانگرس میں شرکت کرنے کی ہدایت جاری کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے سر ظفر اللہ خاں نے خلیفۂ قادیان کو بتا دیا تھا کہ برطانوی حکومت ہندوستان کو بہرصورت تقسیم کرنا چاہتی ہے اور پاکستان میں احمدیوں کی زندگی خطرہ میں پڑ جائے گی۔ اس لیے احمدیوں کو بھارت میں ہی رہنا چاہیے۔ مگر سردار پٹیل نے سر ظفر اللہ خاں کو انڈین وزارت میں لیے جانے کی تجویز کی شدید مخالفت کی اور یوں سر ظفر اللہ نے قائدِ اعظم سے سمجھوتہ کرلیا اور مسلم لیگ میں شامل ہوکر عبوری وزارت میں شامل ہوگئے۔''

اس پوری خبر میں بہت سے سوالات کا شافی جواب موجود ہے۔ قادیانیوں نے پاکستان کا ساتھ صرف اپنا سیاسی مفاد حاصل کرنے کیلیے دیا بلکہ شروع دن سے ہی اس ملک کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ پاکستان کا خاتمہ اور اکھنڈ بھارت کا وجود نہ صرف قادیانیوں کی سیاسی ضرورت ہے بلکہ انکا مذہبی عقیدہ بھی ہے اور اسی عقیدے کے تحت یہ '' عارضی پاکستان'' کے حامی بنے اور اب اسی عقیدہ کے تحت اسے توڑنے کی کوشش کر رہے ہیں اس کے لیے ثبوت مرزا بشیر الدین محمود کا وہ الہام ہے جو ان کے اپنے اخبار '' الفضل'' قادیان میں شائع ہوا۔ اکھنڈ بھارت کا پورا الہام ملاحظہ فرمائیں:

امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد بررہ اللہ کا تازہ ترین الہام

اکھنڈ ہندوستان

(مجلس عرفان مورخہ ۳ ماہ شہادت)

قادیان، ۳؍ ماہ شہادت، آج بعد نماز مغرب حضور نے چودھری اعجاز نصر اللہ صاحب ابنِ جناب چودھری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء کا نکاح محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ بنتِ خلیفہ عبدالرحیم صاحب جموں کے ساتھ تین ہزار روپیہ

حق مہر پر پڑھا اور دعا فرمائی اور اس کے بعد مجلس میں رونق افروز ہو کر جو ارشادات فرمائے اُن کا ملخص پیش کیا جاتا ہے:

ابتدا میں حضور نے اپنا ایک رویا بیان فرمایا جس میں ذکر تھا کہ گاندھی جی آئے ہیں اور وہ حضور کے ساتھ ایک ہی چارپائی پر لیٹنا چاہتے ہیں اور ذرا سی دیر لیٹنے پر اٹھ بیٹھے اور گفتگو شروع کر دی۔ دورانِ گفتگو میں حضور نے گاندھی جی کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ سب سے اچھی زبان اردو ہے۔ گاندھی جی نے اس کی تصدیق کی۔ اسکے بعد حضور نے فرمایا دوسرے نمبر پر پنجابی ہے۔ گاندھی جی نے اس پر اظہارِ تعجب کیا مگر مان گئے۔ اس کے بعد رؤیا میں نظارہ بدل گیا اور حضور گاندھی جی کے کہنے پر عورتوں میں تقریر کرنے کے لیے تشریف لے گئے مگر وہ بہت تھوڑی آئی ہوئی تھیں اس لیے حضور نے تقریر نہ فرمائی۔

اس رؤیا کی تعبیر میں حضور نے فرمایا کہ یہ موجودہ فسادات کے متعلق ہے اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ ہندو مسلم تعلقات اس حد تک نہیں پہنچے کہ صلح نہ ہو سکتی ہو ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد کوئی بہتر صورت پیدا ہو جائے۔ اس کے بعد ایک دوست نے اپنی دو خوابیں بیان کیں جو موجودہ فسادات کے متعلق تھیں۔

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا جہاں تک میں نے ان پیشگوئیوں پر نظر دوڑائی ہے۔ جو مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس فعل پر جو مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے وابستہ ہے غور کیا ہے کہ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان میں ہمیں دوسری اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہئے اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے ساتھ مشارکت رکھنی چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کی گئیں پیش گوئیاں بھی جو ہندوؤں کے متعلق ہیں اسی طرف اشارہ کرتی ہیں (مثلاً جے سنگھ بہادر، مرزا غلام احمد کی جے اور رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی ہے) کہ اللہ تعالیٰ ہندو قوم میں بھی ہمیں خاص کامیابی دے گا اور انہیں حلقہ بگوش احمدیت ہونے کی توفیق ملے گی۔ ہندوستان میں تین مذہبی جماعتیں پائی جاتی ہیں اور ساری دنیا میں بھی ان کو بہت بڑی اکثریت حاصل ہے۔ باقی قومیں کل آبادی کا پانچواں چھٹا حصہ ہیں۔ مسلمان اور عیسائی پچاس پچاس کروڑ کے قریب ہیں اور ہندو تیس کروڑ۔ یہ کل ایک ارب تیس کروڑ عظیم ترین اکثریت ہے دنیا کی کل آبادی ہے دو عرب ہے اور باقی ساری قومیں اور مذاہب ستر کروڑ بنتے ہیں۔ ان تینوں قوموں کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خاص طور مبعوث فرمایا گیا ہے اور ان تینوں قوموں کو راہِ راست پر لانا حضور کا اصل کام ہے۔ مسلمانوں کے لیے حضور کو مہدی مقرر کیا گیا ہے۔ ہندوؤں کے لیے کرشن اور عیسائیوں کے لیے مسیح بن کر آئے ہیں اور یہ صاف بات ہے کہ یہ تینوں قومیں صرف ہندوستان میں احمدیت کو مان لیں تو باقی دنیا کا ماننا کوئی مشکل نہیں۔ ہندوستان بہت وسیع ملک ہے اور اسے احمدی بنانا بہت مشکل کام ہے۔ مگر یہ جتنا مشکل کام ہے اتنے اسکے نتائج شاندار ہیں اور یہ اتنی مضبوط اور وسیع بیس ہے کہ اسپر جتنی بڑی عمارت بنائی جائے بن سکتی ہے۔ اگر سارا ہندوستان احمدی ہو جائے تو باقی دنیا کو احمدی بنانے کے

لیے ایک احمدی کے حصہ میں صرف تین یا چار شخص آتے ہیں۔ جنہیں وہ نہایت آسانی سے احمدی بنا سکتا ہے اور کوئی مشکل نہیں حقیقت یہی ہے کہ:

''ہندوستان جیسی مضبوط بیس جس قوم کو مل جائے اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے کہ اس نے احمدیت کے لیے اتنی وسیع بیس مہیا کی ہے۔ پتہ لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک سٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے اور سب کے گلے میں احمدیت کا جوا ڈالنا چاہتا ہے اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں تا کہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں۔ بے شک یہ کام بہت مشکل ہے مگر اس کے نتائج بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تا کہ احمدیت اس وسیع بیس پر ترقی کرے چنانچہ اس رویاء میں اس طرف اشارہ ہے۔ ممکن ہے عارضی طور افتراق ہو (اسی لیے جماعتِ احمدیہ کا الہامی عقیدہ ہے کہ پاکستان کا وجود عارضی ہے) اور کچھ وقت کے لیے دونوں قومیں جدا جدا رہیں ..... مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد دور ہو جائے بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ بھارت بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔'' (مرتبہ: منیر احمد ونیس احمدی۔ مندرجہ اخبار ''الفضل'' مورخہ ۱۵/اپریل ۱۹۴۷ء)

اس الہام کی روشنی میں قادیانیوں کے کردار کا ۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انھوں نے اپنے مذموم ارادوں کی تکمیل کے لیے باؤنڈری کمیشن میں ظفر اللہ کی شرکت سے ہی کام شروع کر دیا تھا۔ کیونکہ یہ مسلم لیگی وکیل تھا، اس لیے اس نے کیس کچھ طرح تیار کیا کہ مسلم اکثریتی ضلع گورداسپور کو طشتری میں سجا کر بھارت کو پیش کر دیا جس سے راوی کا پانی اور کشمیر میں داخلے کا راستہ خود بخود انڈیا کو مل گیا۔ ان احمقانہ اور تباہ کن تجاویز کے پیچھے کون سے ہاتھ کارفرما تھے؟ ان کو دیکھنے کے لیے مرزا بشیر الدین محمود کا یہ الہام اور سر ظفر اللہ کی کتاب ''تحدیثِ نعمت'' میں ان کا یہ انکشاف ملا کر دیکھئے:

''خلیفۃ المسیح الثانی مرزا بشیر الدین محمود نے مسلم لیگ کا کیس تیار کرنے میں گراں قدر مدد فرمائی اور اپنے خرچ پر دفاعی امور کے ماہر پروفیسر سپیٹ کی خدمات انگلستان سے حاصل کی گئیں۔ جو نقشہ جات کی مدد سے تمام دفاعی پہلو سر ظفر اللہ کو سمجھاتا رہا۔''

تقسیمِ ہند کے موقع پر سر ظفر اللہ کے گھناؤنے سازشی کردار کا تجزیہ کرتے ہوئے جناب سلیم الحق صدیقی اپنے مضمون ''تقسیمِ ہند اور مرزائی'' میں لکھتے ہیں کہ:

''اسی سلسلہ میں ایک نظریہ یہ ہے کہ قادیانی اپنے مرکز قادیان کو کسی صورت میں بھی پاکستان میں شامل ہونا پسند نہ کرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ قادیان ہندوستان میں زیادہ محفوظ رہے گا اور اگر کبھی پاکستان سے انہیں فرار ہونا پڑے تو وہ بھاگ کر اپنے اصل مرکز میں واپس آسکیں۔ جیسا کہ معلوم ہے کہ قادیان میں مرزائی لوگوں کی ایک اچھی خاصی تعداد اب بھی موجود ہے۔ قادیان کیونکہ ضلع گورداسپور میں واقع تھا اور یہ ضلع پاکستان کو عارضی تقسیم میں مل

گیا تھا۔ لہٰذا مرزا محمود سخت پریشان تھا اور حد بندی کمیشن کے روبرو بحث میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی اور وہاں جا کر گھنٹوں بیٹھے رہنا اس کی بے قراری کو ظاہر کرتا تھا۔ پروفیسر اسپیٹ جو غالباً جغرافیہ کا پروفیسر تھا اس سے نقشے بنوا بنوا کر دیکھنا صرف ایک ایسے حل کی تلاش تھی جو ضلع گورداسپور کو پاکستان سے نکال دے۔''

موجودہ دور میں بھی قادیانی ۱۹۴۷ء والے الہام کی روشنی میں اپنے مذہبی عقیدے کی تکمیل کے لیے کوشاں ہیں پاکستان میں ثقافت کے نام پر دین سے بیزاری کا ماحول پیدا کرنا، مذہبی منافرت کو عام کرنا، لسانی عصبیتوں کو ہوا دے کر پاکستان میں صوبائی تعصب پیدا کرنا، ماڈرن ازم اور وسیع النظری کی آڑ میں مذہب کا مذاق اڑانا اور پاکستان میں فسادات برپا کرنا قادیانی لابی کا نصب العین ہے۔ انھوں نے پاکستان کو کس حد تک تسلیم کیا ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ انھوں نے آج تک جتنے مردے دفن کیے ہیں سب اماناً رکھے ہیں تاکہ اکھنڈ بھارت جیسا خوف ناک خواب شرمندۂ تعبیر ہونے کی صورت میں انہیں قادیان دفن کیا جاسکے اور ان تمام قبروں پر اس قسم کی عبارت کے کتبے آج بھی درج ہیں۔ یہ وصیت گاندھی کے قاتلوں سے ملتی ہے کیوں کہ انھوں نے بھی وصیت کی تھی کہ ہماری راکھ کو اکھنڈ بھارت بننے کے بعد دریائے سندھ میں بہایا جائے۔

اس وقت پاکستان میں جو فسادات رونما ہو رہے ہیں اور جس طرح خاک وخون کی ہولی کھیلی جارہی ہے اس میں قادیانی نہایت اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان کی ہر ممکن کوشش ہے کہ خدانخواستہ پاکستان کو نقصان پہنچا کر کسی نہ کسی طرح **''اکھنڈ ہندوستان''** کا ناپاک منصوبہ مکمل کیا جائے۔ علامہ اقبال مرحوم نے قادیانیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے پنڈت نہرو کو ایک خط میں لکھا تھا کہ:

''قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں''

اسکے علاوہ اپنے ایک مقالہ میں انھوں نے تحریر کیا کہ:

''قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے''

لہٰذا آج ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام محبّ وطن حلقے ان غدارانِ وطن کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں اور حکومت ان کا مکمل محاسبہ کرے تاکہ ان کی ملک دشمن سازشیں کامیاب نہ ہوسکیں۔

☆☆☆